عبادت نہج البلاغہ کی نظر میں

<"xml encoding="UTF-8?>

نہج البلاغہ کا اجمالی تعارف

نہج البلاغہ وہ عظیم المرتبت کتاب ھے جس کو دونوں فریق کے علماء معتبر سمجھتے ھیں، یہ مقدس کتاب امام علی علیہ السلام کے پیغامات اور گفتار کا مجموعہ ھے جس کو علامہ بزرگوار شریف رضی علیہ الرحمہ نے تین حصوں میں ترتیب دیا ھے جن کا اجمالی تعارف کچھ یوں ھے:

۱۔ حصہ اول:

خطبات نہج البلاغہ کاسب سے پہلا اور مہم حصہ امام علی علیہ السلام کے خطبات پر مشتمل ھے جن کو امام علیہ السلام نے مختلف مقامات پر بیان فرمایا ھے، ان خطبوں کی کل تعداد (۲۴۱) خطبے ھیں جن میں سب سے طولانی خطبہ ۱۹۲ ھے جو خطبہٴ قاصعہ کے نام سے مشھور ھے اور سب سے چھوٹا خطبہ ۵۹ ھے۔

۲۔ حصہ دوم:

خطوط یہ حصہ امام علیہ السلام کے خطوط پر مشتمل ھے، جو آپ نے اپنے گورنروں اور دوستوں، دشمنوں، قاضیوں اور زکوٰة جمع کرنے والوکے لئے لکھے ھیں، ان سبب میں طولانی خط ۵۳ ھے جو آپ نے اپنے مخلص صحابی مالک اشتر کو لکھا ھے اور سب سے چھوٹا ۷۹ ھے جو آپ نے فوج کے افسروں کو لکھا تھا۔

۳۔ حصہ سوم:

کلمات قصار نہج البلاغہ کا آخری حصہ ۴۸۰ چھوٹے بڑے حکمت آمیز کلمات پر مشتمل ھے جن کو کلمات قصار کھا جاتا ھے، یعنی مختصر کلمات، ان کو کلمات حکمت اور قصار الحِکم بھی کھا جاتا ھے، یہ حصہ اگرچہ مختصر بیان پر مشتمل ھے لیکن ان کے مضامین بہت بلند پایہ حیثیت رکھتے ھیں جو نہج البلاغہ کی خوبصورتی کو چار چاند لگادیتے ھیں۔

مقدمہ

اسلام کی نظر میں انسان جتنا خدا کے نزدیک ہوجائے اُس کا مرتبہ و مقام بھی بلند ہوتا جائے گا اور جتنا اُس کا مرتبہ بلند ہوگا اسی حساب سے اُس کی روح کو تکامل حاصل ہوتا جائے گا۔ حتی کہ انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ھے کہ جو بلند ترین مقام ھے جہاں وہ اپنے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب و پردہ نہیں پاتا حتی کہ یہاں پہنچ کر انسان اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ھے۔

یہاں پر امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ھے۔ جو اسی مقام کو بیان کرتا ھے۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ھیں:

"إلٰهی هبْ لی کمالُ الانْقِطَاعُ إلیکَ وَ ا ٔنرْ ا ٔبصارُ قلوبِنَا بُعیناَء نَظرَها إلَیْکَ حَتّٰی تَخْرَقُ ا ٔبْصَارَ الْقُلُوْبِ حُجُبَ النُّوْرِ فَتَصِلَ إلیٰ مَعْدَنِ الْعَظْمَةِ"۔[1]

"خدایا میری (توجہ) کو غیر سے بالکل منقطع کردے اور ھمارے دلوں کو اپنی نظر کرم کی روشنی سے منوّر کردے۔ حتی کہ بصیرت قلوب سے نور کے حجاب ٹوٹ جائیں اور تیری عظمت کے خزانوں تک پہنچ جائیں۔ اس فرمان معصوم سے معلوم ہوتا ھے کہ جب انسان خُدا سے متصل ہوجاتا ھے اس کی توجہ غیر خُدا سے منقطع ہوجاتی ھے خدا کے علاوہ سب چیزیں اُس کی نظر میں بے ارزش رہ جاتی ھیں۔ وہ خود کو خداوند کی مملوک سمجھتا ھے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ میں فقیر بلکہ عین فقر سمجھتا ھے اور خدا کو غنی بالذات سمجھتا ھے"۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ھے:

[2]

" انسان خدا کا زرخرید غلام ھے اور یہ خود کسی شئی پر قابو نہیں رکھتا ھے۔"

لہٰذا خداوندکریم کا قرب کیسے حاصل کیا جائے تاکہ یہ بندہ خدا کا محبوب بن جائے اور خدا اس کا محبوب بن جائے۔ معصومین علیھم السلام فرماتے ھیں: خدا سے نزدیک اور قرب الٰھی حاصل کرنے کا واحد راستہ اس کی عبادت اور بندگی ھے۔ یعنی انسان اپنی فردی و اجتماعی زندگی میں فقط خدا کو اپنا ملجأ و ماوا قرار دے۔ جب انسان اپنا محور خدا کو قرار دے گا تو اُس کا ھر کام عبادت شمار ہوگا۔ تعلیم و تعلم بھی عبادة، کسب و تجارت بھی عبادة۔ ضردی و اجتماعی مصروفیات بھی عبادة گویا ھر وہ کام جو پاک نیت سے اور خدا کے لئے ہوگا وہ عبادت کے زمرے میں آئے گا۔

ابھی عبادت کی پہچان اور تعریف کے بعد ھم عبادة کی اقسام اور آثار عبادت کو بیان کرتے ھیں۔ تاکہ عبادت کی حقیقت کو بیان کیا جاسکے۔ خداوند سے توضیقات خیر کی تمنّا کے ساتھ اصل موضوع کی طرف آتے ھیں۔

عبادت کی تعریف:

"اَلْعِبَادَةُ هيَ الْخُضُوْعُ مِمَّنْ یَریٰ نَفْسَه غَیْرَ مُسْتَقِلٍ فِی وُجُوْدِه وَ فِعْلِه ا ٔمَامَ مَنْ یَکُونُ مُسْتَقِلاً فِیْها"۔

" عبادة یعنی جھک جانا اُس شخص کا جو اپنے وجود عمل میں مستقل نہ ھو اُس کی ذات کے سامنے جو اپنے وجود و عمل میں استقلال رکھتا ھو "

یہ تعریف بیان کرتی ھے کہ ھر کائنات میں خدا کے علاوہ کوئی شئی استقلال نہیں رکھتی فقط ذات خدا مستقل

اور کامل ھے۔ اور عقل کا تقاضا ھے کہ ھر ناقص کو کامل کی تعظیم کرنا چاھی یٴے چونکہ خداوند متعال کامل اور اکمل ذات ھے بلکہ خالق کمال ھے لہذا اُس ذات کے سامنے جھکاوٴ و تعظیم و تکریم معیار عقل کے عین مطابق ھے۔

عبادت کی اقسام:

امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے اندر عبادت کرنے والوں کی تین اقسام بیان فرماتے ھیں۔ فرمایا:
”اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللّٰہَ رَغْبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ وَ اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللّٰہَ رَھبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ الْعَبِیْدِ، وَ اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللّٰہَ شُکْراً فَتِلْکَ عِبَادَةُ الاٴحْرَارِ“۔[3]
”کچھ لوگ خدا کی عبادت کے انعام کے لالچ میں کرتے ھیں یہ تاجروں کی عبادت ھے اور کچھ لوگ خدا کی عبادت خوف کی وجہ سے کرتے ھیں یہ غلاموں کی عبادت ھے اور کچھ لوگ خدا کی عبادت خدا کا شکر بجالانے کی کے لئے کرتے ھیں یہ آزاد اور زندہ دل لوگوں کی عبادت ھے“۔
اس فرمان میں امام علیہ السلام نے عبادت کو تین قسموں میں تقسیم کیا ھے۔

پہلی قسم :

تاجروں کی عبادت فرمایا: ”اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللّٰہَ رَغْبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ ...“
یعنی کچھ لوگ رغبت اور انعام کے لالچ میں خُدا کی عبادت کرتے ھیں۔ امام فرماتے ھیں یہ حقیقی عبادت نہیں ھے بلکہ یہ تاجر لوگوں کی طرح خدا سے معاملہ کرنا چاہتا ھے۔ جیسے تاجر حضرات کا ھم و غم فقط نفع اور انعام ھوتا ھے۔ کسی کی اھمیت اُس کی نظر میں نہیں ھوتی۔ اسی طرح یہ عابد جو اس نیت سے خدا کے سامنے جھکتا ھے در اصل خدا کی عظمت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ فقط اپنے انعام کے پیش نظر جھک رھا ھوتا ھے۔

دوسری قسم :

غلاموں کی عبادت ”وَ اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللّٰہَ رَھبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ الْعَبِیْدِ“۔
امام فرماتے ھیں کچھ لوگ خدا کے خوف سے اس کی بندگی کرتے ھیں یہ بھی حقیقی عبادت نہیں ھے بلکہ غلاموں کی عبادت ھے جیسے ایک غلام مجبوراً اپنے مالک کی اطاعت کرتا ھے۔ اُس کی عظمت اس کی نظر میں نہیں ھوتی۔ یہ عابد بھی گویا خدا کی عظمت کا معترف نہیں ھے بلکہ مجبوراً خدا کے سامنے جھک رھا ھے۔

تیسری قسم :

حقیقی عبادت فرمایا:
”وَ اِنَّ قَوْماً عَبَدُوْا اللہَ شُکْراً فَتِلْکَ عِبَادَۃُ الا ٔحْرَارِ“۔
امام فرماتے ھیں کہ کچھ لوگ ایسے ھیں جو خدا کی عبادت اور بندگی اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بجالاتے ھیں۔ فرمایا : یہ حقیقی عبادت ھے۔ چونکہ یھاں پر عبادت کرنے والا اپنے منعم حقیقی کو پہچان کر اور اُس کی عظمت کا معترف ھوکر اُس کے سامنے جھک جاتا ھے۔ جیسا کے کوئی عطیہ اور نعمت دینے والا واجب الاکرام سمجھا جاتا ھے۔ اور تمام دنیا کے عاقل انسان اُس کی عظمت کو تسلیم کرتے ھیں۔ اسی عقلی قانون کی بناپر امام علیہ السلام فرماتے ھیں جو شخص اُس منعم حقیقی کو پہچان کر اُس کے سامنے جھک جائے۔ اسی کو عابد حقیقی کھا جائے گا۔ اور یہ عبادت کی ا ٔعلیٰ قسم ھے۔

نکتہ

ایسا نھیں ھے کہ پھلی دوقسم کی عبادت بے کار ھے اور اُس کا کوئی فائدہ نھیں ھے ھر گز ایسا نھیں ھے بلکہ امام علیہ السلام مراتب عبادت کو بیان فرمانا چاہتے ھیں۔ اگر کوئی پھلی دوقسم کی عبادت بجالاتا ھے تو اُس کو اس عبادت کا ثواب ضرور ملے گا۔ فقط اعلیٰ مرتبہ کی عبادت سے وہ شخص محروم رہ جاتا ھے۔ چونکہ بیان ھوا اعلیٰ عبادت تیسری قسم کی عبادت ھے۔

عبادت کے آثار

۱) نورانیت دل

عبادت کے آثار میں سے ایک اھم ا ٔثریہ ھے کہ عبادت دل کو نورانیت اور صفا عطا کرتی ھے۔ اور دل کو تجلیات خدا کا محور بنا دیتی ھے۔ امام علی(ع) اس اثر کے بارے میں فرماتے ھیں :
”إنَ اللہَ تَعَالیٰ جَعَلَ الذِّکْرَ جَلَاءً لِلْقُلُوْبِ“۔[4]
امام علی(ع) فرماتے ھیں کہ ”خدا نے ذکر یعنی عبادت کو دلوں کی روشنی قرار دیا ھے۔ بھرے دل اسی روشنی سے قوة سماعت اور سننے کی قوة حاصل کرتے ھیں اور نابینا دل بینا ھوجاتے ھیں“۔

۲) خدا کی محبت

عبادت کا دوسرا اھم اثر یہ ھے کہ یہ محبت خُدا کا ذریعہ ھے۔ انسان محبوب خدا بن جاتا ھے اور خدا اس کا محبوب بن جاتا ھے۔ امام(ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ھیں۔
”طُوْبیٰ لِنَفْسٍ ا ٔدَّتْ إلیٰ رَبِّھا فَرْضَھا َو عَرَکَتْ بِجَنْبِھا ُبو ٔسَھا“۔[5]
”خوش قسمت ھے وہ انسان جو اپنے پروردگار کے فرائض کو انجام دیتا ھے اور مشکلات اور مصائب کو برداشت

کرتا ھے اور رات کو سونے سے دوری اختیار کرتا ھے“۔
امام(ع) کے فرمان کا مطلب یہ ھے کہ انسان ان مشکلات کو خدا کی محبت کی وجہ سے تحمل کرتا ھے اگر امحبت خدا دل کے اندر نہ ھو تو کوئی شخص یہ مشکلات برداشت نھیں کرے گا۔ جیسا کہ ایک اور جگہ پر اس عظیم الشان کتاب میں فرماتے ھیں:
”وَ إنَّ لِلذِّکْرِ لَا ٔھلاً ا ٔخَذُوْہ مِنَ الدُّنْیَا بَدَلاً“۔[6]
” تحقیق اس ذکر (یعنی عبادت) کے اھل موجود ھیں جو دنیا کے بجائے اسی کا انتخاب کرتے ھیں “۔
یعنی اھل عبادت وہ لوگ ھیں جو محبت خدا کی بنا پر دنیا کے بدلے یاد خدا کو زیادہ اھمیت دیتے ھیں، اور دُنیا کو اپنا ھم و غم نھیں بناتے بلکہ دنیا کو وسیلہ بناکر اعلیٰ درجہ کی تلاش میں رہتے ھیں۔

۳) گناھوں کا محوھونا

گناھوں کا محوھونا یہ ایک مھم ا ٔثر ھے۔ عبادت کے ذریعہ گناھوں کو خداوندکریم اپنی عطوفت اور سھر بانی کی بناپر محو کر دیتا ھے۔ چونکہ گناھوں کے ذریعے انسان کا دل سیاہ ھوجاتا ھے اور جب دل اس منزل پر پہنچ جائے تو انسان گناہ کو گناہ ھی نھیں سمجھتا۔ جبکہ عبادت و بندگی اور یاد خدا انسان کو گناھوں کی وادی سے باھر نکال دیتی ھے۔ جیسا کہ امام علی علیہ السلام فرماتے ھیں۔
”إنَّھا لَتَحُتَّ الذُّنُوْبَ حَتَّ الوَرَقِ“۔[7]
” تحقیق یہ عبادت گناھوں کو اس طرح جھاڑ دیتی ھے جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ھیں“۔
بعد میں امام(ع) فرماتے ھیں کہ رسول خدا نے نماز کو اور عبادت کو ایک پانی کے چشمے سے تشبیہ دی ھے جس کے اندر گرم پانی ھو اور وہ چشمہ کسی کے گھر کے دروازے موجود ھو۔ اور وہ شخص دن رات پانچ مرتبہ اس کے اندر غسل کرے تو یقینابدن کی تمام میل و آلودگی ختم ھوجائے گی، فرمایا: نماز بھی اسی طرح ناپسندیدہ اخلاق اور گناھوں کو صاف کر دیتی ھے۔

نماز کی اھمیت

نماز وہ عبادت ھے کہ تمام انبیاء کرام نے اس کی شفارش فرمائی ھے۔ اسلام کے اندر سب سے بڑی عبادت نماز ھے جس کے بارے میں پیامبر اکرم(ص) کا ارشاد ھے۔ اگر نماز قبول نہ ھوئی تو کوئی عمل قبول نھیں ھوگا پھر فرمایا نماز جنّت کی چابی ھے اور قیامت کے دن سب سے پھلے نماز کے بارے میں سوال ھوگا۔
قرآن مجید کے اندر نماز کو شکر خدا کا ذریعہ بتایا گیا ھے۔ بعض حدیثوں میں نماز کو چشمہ و نھر سے تشبیہ دی گئی ھے جس میں انسان پانچ مرتبہ غسل کرتا ھے۔ اس کے علاوہ بہت سی احادیث نماز کی عظمت اور اھمیت پر دلالت کرتی ھیں امام علی(ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ھیں۔
”تَعَاھدُوْا ا ٔمْرَ الصَّلاَۃِ وَ حَافِظُوْا عَلَیْھا وَ اسْتَکْثِرُوْا مِنْھا وَ تَقَرَّبُوْا بِھا“۔[8]
”نماز قائم کرو اور اس کی محافظت کرو اور اس پر زیادہ توجہ دو اور زیادہ نماز پڑھو اور اس کے وسیلے سے خدا

کا قرب حاصل کرو“۔
چونکہ خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ھے۔
[9]
”نماز بعنوان فریضہٴ واجب اپنے اوقات میں مومنین پر واجب ھے“۔
پھر فرمایا :
”قیامت کے دن اھل جنت، جہنم والوں سے سوال کریں گے۔ کونسی چیز تمھیں جہنم میں لے کر آئی ھے وہ جواب دیں گے کہ ھم اھل نماز نہیں تھے“۔
پھر امام(ع) اس خطبہ ۱۹۹ میں فرماتے ھیں:
نماز کا حق وہ مومنین پہچانتے ھیں جن کو دنیا کی خوبصورتی دھوکہ نہ دے۔ اور مال و دولت اور اولاد کی محبت نماز سے نہ روک سکے۔ ایک اور جگہ پر امام(ع) فرماتے ھیں۔
”عَلَیْکُمْ بِالْمُحَافِظَةِ عَلیٰ اَوقَاتِ الصَّلاَة فَلَیْسَ مِنِّی مَنْ ضَیَّعَ الصَّلاةَ “۔[10]
”تم اوقات نماز کی پابندی کرو وہ شخص مجھ سے نہیں ھے جو نماز کو صائع کردے“۔
ایک اور جگہ پر فرماتے ھیں:
”وَ اللّٰہُ اللّٰہِ فِی الصَّلاَةِ فَاِنَّھا عُمُوْدُ دِیْنِکُمْ“۔[11]
”خدا را، خدا رانماز کو اھمیت دو چونکہ نماز تمھارے دین کا ستون ھے“۔
اس حدیث کے علاوہ اور بھی کافی احادیث اھمیت نماز کو بیان کرتی ھیں۔ چونکہ اختصار مدنظر ھے لہٰذا انھی چند احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ھے۔ فقط ایک دو مورد ملا خطہ فرمائیں:

۱۔ نماز قرب خدا کا ذریعہ ھے

امام(ع) نہج البلاغہ کے اندر فرماتے ھیں:
”اَلصَّلاَةُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍ“۔
”نماز موجب قرب خدا ھے“۔

۲۔ نماز محور عبادات

رسول گرامی اسلام (ص)فرماتے ھیں نماز دین کا ستون ھے سب سے پھلے نامہ اعمال میں نماز پر نظر کی جائے گی اگر نماز قبول ھوئی تو بقیہ اعمال دیکھے جائیں گے۔ اگر نماز قبول نہ ھوئی تو باقی اعمال قبول نہیں ھوں گے۔
امام علی علیہ السلام فرماتے ھیں:
”وَ اعْلَمْ اَنَّ کُلَّ شَئيٍ مِنْ عَمَلِکَ تَبَعٌ لِصَلاَتِکَ“۔[12]
”جان لو کہ تمام دوسرے اعمال تیری نماز کے تابع ھونے چاھیں“۔

عظمت نماز

امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے اندر ارشاد فرماتے ھیں:
” لَیْسَ عَمَلٌ اٴحَبُّ إلیٰ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الصّلٰوة۔۔“۔[13]
” نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خدا کو محبوب نہیں ھے، لہٰذا کوئی چیز دنیاوی تجھے اوقات نماز سے غافل نہ کرے۔“۔

وقت نماز کی اھمیت

امام علیہ السلام اسی کتاب میں فرماتے ھیں:
”صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِہا الْمُوٴَقَّتِ لَہا وَ لَا تَعْجَلْ وَقْتَہا لِفَرَاغٍ وَ لَاتُوٴَخِّرھا عَنْ وَقْتِہا لِاشْتِغَالٍ“۔[14]
”نماز کو معین وقت کے اندر انجام دو۔ وقت سے پھلے بھی نہیں پڑھی جاسکتی اور وقت سے تاخیر میں بھی نہ پڑھو“۔
امام(ع) جنگ صفین میں جنگ کے دوران نماز پڑھنے کی تیاری فرماتے ھیں۔ ابن عباس نے کھا اے امیر لمومنین ھم جنگ میں مشغول ھیں، یہ نماز کا وقت نہیں ھے۔ تو امام نے فرمایا۔ اے ابن عباس میں ” علی(ع)“ جنگ لڑ ھی نماز کے لئے رھا ھوں۔ امام(ع) نے زوال ھوتے ھی نماز کے لئے وضو کیا اور عین اول وقت میں نماز کو ادا کرکے ھمیں سبق دیا ھے کہ نماز کسی صورت میں اول وقت سے موٴخر نہ کی جائے۔

نماز تہجد یا نماز شب

نماز شب یا نماز تہجد ایک مستحب نماز ھے جس کی گیارہ رکتیں ھیں۔ آٹھ رکعت نماز شب کی نیت سے اور دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھی جاتی ھے نماز شفع کے اندر قنوت نہیں ھوتا۔ اور نماز وتر ایک رکعت ھے۔ اور قنوت کے ساتھ جس میں چالس مومنین کا نام لیا جاتا ھے۔ یہ نماز معصومین(ع) پر واجب ھوتی ھیں۔ معصومین(ع) نے اس نماز پر بہت تاکید فرمائی ھے۔ چونکہ اس کے فوائد بہت زیادہ ھیں۔

نماز شب کی برکات

”قَیَامُ اللَّیْلِ مُصَحَّةُ الْبَدَنِ وَ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَعَرُّضٌ لِلرَّحْمَةِ وَ تَمَسَّکٌ بِاٴخْلَاقِ النَّبِیِّیْنَ“۔[15]
”۱۔نماز شب تندرستی کا ذریعہ ھے۔
۲۔خشنودی خدا کا ذریعہ ھے۔
۳۔ نماز شب اخلاق انبیاء کی پیروی کرنا ھے ۔
۴۔ اور باعث رحمت خدا وند ھے“۔

امام علی علیہ السلام نماز شب کی عظمت بیان کرتے ھوئے فرماتے ھیں :

”میں نے جب سے رسول خدا(ص) سے سنا ھے کہ نماز شب نور ھے تو اس کو کبھی ترک نھیں کیا حتّی کہ جنگ صفین میں ”لیلة الھریر “میں بھی ترک نھیں کیا“[16]

نماز جمعہ کی اھمیت

نماز جمعہ کے بارے میں بھی امام علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں بہت تاکید فرمائی ھے:

حدیث اوّل:

” وَلَاتُسَافِرْ فِی یَوْمَ الْجُمْعَةِ حَتّٰی تَشْهدَالصَّلَاةَ “۔[17]

”جمعہ کے دن سفر نہ کرو اور نماز جمعہ میں شرکت کرو۔ مگر یہ کہ کوئی مجبوری پیش نظرھو“۔

حدیث دوم:

” إنَّ عَلِیّاً کَانَ یَمْشِی إلَی الْجُمُعَةِ حَافِیاً تَعْظِیْماً لَها وَ یُعَلَّقُ نَعْلَیْه بِیَدِه الْیُسْریٰ“۔[18]

”امام علی(ع) جمعہ کے احترام میں ننگے پاوٴں چل کر نماز میں شریک ھوتے تھے اور جوتے ھاتھ میں ھوتے تھے“۔

----

[1] مفاتیح الجنان، مناجات شعبانیہ، شیخ عباس قمی۔

[2] سورہ نحل آیت ۷۵۔

[3] نہج البلاغہ، حکمت ۲۳۷۔

[4] نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۲۔

[5] نہج البلاغہ، خطبہ۴۵۔

[6] نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۲۔

[7] نہج البلاغہ، خطبہ۱۹۹۔

[8] نہج البلاغہ، خطبہ۱۹۹۔

[9] سورئہ نساء آیت ۱۰۳۔

[10] دعائم الاسلام، ج ۲، ص ۳۵۱۔

[11] نہج البلاغہ، خط ۴۷۔

[12] نہج البلاغہ، خط ٢٧۔

[13] شیخ صدوق الخصال ، ۶٢١۔

[14]نہج البلاغہ، خط نمبر ٢٧۔

[15]قطب الدین راوندی۔ الدعوات، ص ٧۶۔

[16]بحار الانوار جلد ۴ ۔

[17]نہج البلاغہ، خط ٦٩۔

[18]دعائم الاسلام، ح ١، ص ١٨٢۔